يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

بانی: محدث روپڑی رحمہ اللہ حافظ محمد عبداللہ، مجتہد العصر شیخ الکل حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ
بیادگار: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگرانِ اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 30 | جمعۃ المبارک 8تا14 اگست 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

معاشی بحران کیوں؟

آج معاشری بحران کی بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝ ''اور جو شخص میرے (اللہ کے) ذکر سے روگردانی کرے گا وہ دنیا میں تنگ حال رہے گا اور ہم اُسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ پوچھے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے نابینا بنا کر کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو بینا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسی طرح ہونا چاہیے تھا کیونکہ تمھارے پاس ہماری آیات آئی تھیں لیکن تم نے انھیں بھلا دیا اسی طرح آج تمھیں بھی بھلا دیا جائے گا۔'' (طہٰ:124-126)

گناہوں کی وجہ سے موجودہ نعمتیں بھی چھن جاتی ہیں اور آنے والی نعمتیں بھی روک لی جاتی ہیں۔ جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی ایک خطا، غلطی کی وجہ سے ان دونوں کو جنت کی نعمتوں سے محروم کر دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ''اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں جتنا چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ، تاہم اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، پھر شیطان نے ان دونوں کو لغزش میں مبتلا کر دیا اور انھیں اس نعمت اور راحت سے نکلوا دیا جس میں وہ تھے۔'' (البقرۃ:35-36)

آیات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے نعمتیں چھن جاتی ہیں، اللہ رزق میں تنگی کر دیتے ہیں ایسا شخص جو رحمٰن کی یاد سے غافل ہو کر شیطان کا بندہ بن جائے اور اپنی من مانی زندگی بسر کرنے لگے تو ایسے انسان پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے جو اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے اس طرح انسان شیطان کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد نہ اس کی آنکھیں کسی صحیح چیز کا انتخاب کر سکتی ہیں نہ اس کے کان حق سن سکتے ہیں نہ ہی اس کی عقل راہ راست کا ادراک کر سکتی ہے۔

درس حدیث — حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فُلَانَةَ یُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ فُلَانَةَ یُذْکَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاَنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: هِیَ فِی الْجَنَّةِ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھتی، روزے رکھتی ہے اور صدقہ خیرات بھی کثرت سے کرتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گی۔ اُس آدمی نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت روزے بہت کم رکھتی اور صدقہ خیرات بھی بہت تھوڑا کرتی ہے، نماز بھی نہیں پڑتی اور وہ صدقہ بھی پنیر کا کرتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج 15 ص 421 رقم الحدیث: 9675)

اس حدیث مبارکہ میں ہمسایہ کے حقوق ادا کرنے اور اسے راضی رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ پڑوسی کو تکلیف دینا دخول جہنم اور اسے خوش وخرم رکھنا دخول جنت کا سبب بتلایا گیا ہے۔ اگرچہ نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا اور صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنی زبان کی حفاظت بھی کرنی چاہیے تاکہ اس کی زبان سے عامۃ الناس بالعموم اور پڑوسی بالخصوص محفوظ رہیں۔ یہ زبان ہی عموماً معاشرے میں بدامنی کا سبب بنتی ہے۔ زبان پر آنے والے الفاظ کی دوسرے اعضا تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں۔ انسان اپنی زبان کی ساخت کی طرف دیکھے تو زبان کی بناوٹ بھی انسان کو اس کی حفاظت کا سبق دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ۝ "کیا ہم نے انسان کو دو آنکھیں عطا نہیں کیں، ہم نے ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے" زبان کو اللہ تعالیٰ نے دو ہونٹوں کے درمیان رکھا ہے اور ان ہونٹوں کا فعل اور وظیفہ زبان کو باہر نکلنے سے روکنا ہے۔ یہ انسان کے لیے ایک سبق اور درس ہے کہ تیری زبان کو آوارہ نہیں چھوڑا۔ تجھے کما حقہ اس کی حفاظت کرنی چاہیے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے زبان کی بے احتیاطی اور اس سے لغو باتوں کے سرزد ہونے کو زبان کے زنا سے تعبیر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی زبان کے سبب لوگ منہ کے بل جہنم میں گرائے جائیں گے۔

سیدنا عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں: اِنَّ نَاسًا کَانُوْا یُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْیِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُکُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَیْرًا اَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَیْسَ اِلَیْنَا مِنْ سَرِیْرَتِهٖ شَیْءٌ اَللّٰهُ یُحَاسِبُهٗ فِیْ سَرِیْرَتِهٖ وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِیْرَتَهٗ حَسَنَةٌ (بخاری:24)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
مینیجر: حافظ عبدالظاہر عاقب
0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	7
زکوٰۃ کی اہمیت اسلام کی نظر میں	10
روزہ کا اسلام میں اصلاحی کردار	15

زرِ تعاون

فی پرچہ.....10 روپے
سالانہ....500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

عمران اور قادری کیا چاہ رہے ہیں؟

اسرائیل وحشیانہ بمباری سے فلسطین کی بستیوں غزہ اور رفاہ کو کھنڈرات میں تبدیل کر رہا ہے، رفاہ کا سب سے بڑا ہسپتال اور یونیورسٹی ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ ادھر غزہ کی مرکزی مسجد شہید ہو چکی ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق ڈھائی لاکھ سے زائد شہری کیمپوں میں پناہ گزین ہیں۔ تقریباً دو ہزار فلسطینی شہید اور سات ہزار سے زیادہ شدید زخمی ہیں۔ ہر مسلمان اس درندگی اور خون مسلم کی ارزانی، ادھر عالمی اداروں کی مکمل خاموشی اور بے حسی پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ فرمانروائے سعودی عرب شاہ عبداللہ نے عالمی بے حسی اور بے ضمیری پر انھیں جنگی مجرم قرار دیا ہے۔

حافظ محمد سعید صاحب نے وزیر اعظم کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس سنگین نوعیت کے مسئلہ پر اے، پی، سی بلائیں۔ انھوں نے مسلم حکمرانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اسرائیل کو جارحیت نہ روکنے کی شکل میں فوجی کارروائی کی ڈیڈ لائن دیں۔ امیر جماعت اہل حدیث پاکستان حافظ عبدالغفار روپڑی اور مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی پریس کانفرنسوں اور عوامی اجتماعات کے ذریعے قوم کو بیدار کرنے اور حکمرانوں پر دباؤ ڈالنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ پوری مسلم اُمہ سوگوار ہے، ادھر وطن عزیز میں دہشت گردوں کے خلاف جنگ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ تقریباً 9 لاکھ کے قریب اپنے ہی ملک میں مہاجر بننے والے بے پناہ مشکلات کا شکار ہیں۔

پنجاب کے وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، تنظیم فلاح انسانیت، ادارہ الخدمت اور مختلف تنظیمیں شب و روز ان آئی، ڈی، پیز کے لیے ہر ممکن سعی و جدوجہد کر رہے ہیں۔ پوری پاکستانی قوم آزمائش کی اس گھڑی میں اپنی حکومت اور اپنی فوج کی پشت پر کھڑی ہے کیونکہ یہ وقت سول حکومت، بہادر افواج اور عوام کے اتحاد و یکجہتی کا تقاضا کرتا ہے۔ نہ معلوم ایسے کڑے وقت میں عمران خان نے 14 اگست کو

حکومت کے خلاف طبل جنگ کیوں بجادیا ہے؟ 14 اگست پاکستان کے قیام کا دن ہے۔ انگریز سے سیاسی اور ہندو سے معاشی آزادی کا دن ہے۔

آج تک یہ دن پوری پاکستانی قوم اتفاق، اتحاد اور ہر قسم کے لسانی، صوبائی، مذہبی تعصبات سے بالاتر ہو کر مناتی رہی ہے۔ اس دن ارباب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین محبت، اُلفت اور یگانگت کا مظاہرہ ہوتا آیا ہے۔ قوم کا بچہ بچہ آج کے دن آزادی کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔ تعلیمی اداروں، کاروباری مراکز، سول سوسائٹی مختلف این جی اوز کے ذریعے اس دن کو اپنے اپنے انداز میں بڑھ چڑھ کر منایا جاتا ہے۔ پوری قوم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ایک آہنی زنجیر کا منظر پیش کرتی ہے جسے کوئی دشمن توڑ نہیں سکتا۔

پہلی بار چودہ اگست کو عمران خان نے اسلام آباد میں دھرنے اور حکومت کا دھڑن تختہ کرنے کا اعلان کیا ہے، بقلم خود شیخ الاسلام بھی کینیڈا سے تشریف لا چکے ہیں، انہیں وطن واپسی پر کچھ جنازے اپنے انقلاب کے لیے درکار تھے چنانچہ اپنے بچوں کو کینیڈا میں محفوظ رکھنے اور ادارہ منہاج القرآن میں دین کی تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کو پولیس کے بیریئر ہٹانے پر مروا مار دو کی بلہ شیری دے کر اپنا کینیڈین انقلاب نافذ کرنے تشریف لائے ہیں۔

عمران خان صاحب کا نعرہ ہے کہ مڈٹرم انتخابات سے کم کسی مسئلے پر بات نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے وہ دھاندلی، دھاندلی کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔ اچھے بچے مسلم لیگ (ن) کی تو حکومت ہی نہیں تھی دھاندلی کس نے کرلی اور پھر الیکشن مہم میں تم نے نعرہ لگایا تھا کہ ہر پولنگ سٹیشن پر میرے دس کارکن موجود ہونگے جو دھاندلی نہیں ہونے دیں گے۔ تمہارے ساتھ تو تمہارے وہ کارکن ہی دھاندلی کر گئے۔ پوچھا گیا دھاندلی کس نے کی؟ کہا ملک کی اعلیٰ ترین عدالت اور اسکے معزز چیف جسٹس نے دھاندلی کی۔ الیکشن کمیشن اور چیف الیکشن کمیشنر نے دھاندلی کی ریٹرننگ افسروں نے دھاندلی کی جبکہ ریٹرننگ آفیسر سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج صاحبان تھے۔

سوال کرنے والے بھی بڑے منجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا جناب مڈٹرم الیکشن بھی اگر ہوتا ہے تو یہ ادارے تو پھر بھی ہوں گے؟ ایسے میں مڈٹرم الیکشن کیسے شفاف ہوں گے؟۔ جواب دیا اس بارے میں ابھی سوچ رہا ہوں۔ پوچھنے والے نے پھر پوچھ لیا جناب خیبر پختونخواہ میں آپ کی حکومت کیسے بن گئی؟ خان صاحب ابھی تک اس کا جواب سوچ رہے ہیں۔ اگر کبھی پٹھان کے دماغ میں آ گیا تو قوم کو آگاہ کریں گے۔ خان صاحب آپ سے ایک صوبے کی حکومت تو سنبھالی نہیں گئی، وہاں تو آپ کی پارٹی بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئی ویسے بھی ملک بھر میں جب آپ نے اپنے پارٹی الیکشن کروائے تو کتنی جگہ پر فائرنگ ہوئی۔

ابھی پچھلے دنوں ضلع رحیم یار خان میں افطار پارٹی پر آپ کے کارکنوں کی باہمی ڈنڈے بازی اور فائرنگ سے شاہ محمود قریشی بال بال بچے، پہلے پارٹی کو سنبھالنا سیکھ لو۔ باقی معاملات بعد میں اب خان صاحب کے ساتھ دوسرے شیخ الاسلام صاحب کی بھی سنئے۔ جناب آپ کینیڈا سے کیوں تشریف لائے؟ سیاست نہیں، ریاست بچانے۔ جناب ریاست کا کاروبار تو حکومت کے بغیر نہیں چل سکتا اور حکومت تو جمہوریت کے ذریعے آئے گی؟ نہیں نہیں، میں انقلاب لاؤں گا۔ جناب وہ کیسے لائیں گے۔ پہلے آپ سردی کے موسم میں انقلاب لانے آئے تھے، چوتھے روز آپ کا انقلاب اسلام آباد کی سردی برداشت نہ کرسکا اور کنٹینر برائے فروخت کا بورڈ چھوڑ گئے۔ اب آپ کا انقلاب اگست کی گرمی میں پگھل جائے گا۔ انہیں زعم ہے کہ اس دفعہ شیخ رشید ان کے انقلاب کو ایلفی لگائیں گے۔

یہ شیخ رشید صاحب وہی ہیں کہ ایک دفعہ ٹی وی کے کسی ٹاک شو میں ان سے سوال کر لیا گیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ جواباً انہوں نے کہا کہ جب تازہ دودھ ہر وقت میسر ہو تو بھینس پالنے کی کیا ضرورت ہے؟

مسلمان تو بہت اعلیٰ و ارفع مقام ہے، دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے سے تعلق رکھنے والا عام آدمی بھی ایسے الفاظ ادا کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ ان کی سیرت و کردار ان کے الفاظ سے عیاں ہے۔ اگر ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوتا تو ان کے اس اقبالی بیان سے انہیں راولپنڈی کے لیاقت باغ میں رجم کر دیا جاتا۔ ہمیں تو ان کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہے میاں نواز شریف کے شجر سایہ دار کے ٹوٹے ہوئے پتے ہیں۔ ہوا ان کو جگہ جگہ لئے پھرتی ہے لیکن کسی ایلفی کے ذریعے کسی درخت سے جڑ نہیں سکتے۔ انہوں نے عمران خان کو مشورہ دیا ہے کہ اسمبلیوں سے استعفیٰ ان کے منہ پر مارو۔

محترم آپ جانتے ہیں کہ استعفیٰ سپیکر اسمبلی کو پیش کیا جاتا ہے کسی کے منہ پر نہیں مارا جاتا، منہ پر تو وہ الفاظ مارے جاتے ہیں۔ جو ایک دفعہ ٹی وی سکرین پر دیکھیں جائیں تو منہ پر چپک جاتے ہیں۔ حکومت نے تو اعلان کر دیا ہے کہ عمران خان اپنی پارٹی کے استعفیٰ سپیکر کے پاس جمع کرا دیں، حکومت قانون کے مطابق ان نشستوں پر ضمنی انتخابات کرا دے گی۔ بہر حال ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ عمران خان اسلام آباد میں جا کر دھرنا دیگے کہ مڈٹرم انتخابات کراؤ اور ایسا نظام وضع کرو کہ آئندہ الیکشن میں دھاندلی نہ ہو سکے۔ اس کا کیا طریقہ کار ہو خود عمران خان نہیں جانتے کیونکہ دھرنے کا پروگرام پکا ہے لیکن اس دھرنے کے نتیجے میں حاصل کیا کرنا ہے وہ ابھی سوچ رہے ہیں۔

ادھر شریک کار شیخ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے انقلاب چاہئے انہوں نے ابھی واضح تو نہیں کیا لیکن جب عمران خان سے ڈیل آخری مرحلے میں ہوگی تو شیخ صاحب اپنے پتے شو کریں گے کہ خان صاحب انقلاب میں انتخاب نہیں ہوتے۔ بس شیخ الاسلام کو امیر المومنین تسلیم کر کے سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لو۔ آج کل ہر دانشور، کالم نگار، اداریہ نگار، لکھاری عمران اور قادری کو یہی مشورہ دے رہے ہیں کہ ملک کے حالات ایسے دھرنوں کے لیے سازگار نہیں ہیں۔ ویسے غور طلب بات ہے کہ آج امت مسلمہ کا ہر فرد اسرائیل کی مذمت اور فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کر رہا ہے اس جوڑی کو کیوں توفیق نہیں ہوتی کہ وہ بھی یہودی مظالم کے خلاف ایک رسمی بیان ہی دے دیں۔ کیا وہ تین سو فلسطینی بچے جو اپنے ماں باپ کی گود میں آخری سانسیں لے کر ظلم کو خراج پیش کر چکے، وہ بھی ان کے اندر کے ضمیر کو نہیں جگا سکے تو پھر قوم آپ کے بارے میں کیا سوچے تو آخر آپ قوم کے اتحاد کے وقت نا اتفاقی کا درس دے کر کس کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں؟

نواز شریف دشمنی میں آگے بڑھ کر ان کی بلائیں لینے والوں سے بھی گذارش ہے کہ مانا سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا، دماغ تو ہوتا ہے۔ وہ اس جوڑی کے منہ میں باراتی بن کر کیا حاصل کر لیں گے۔ قوم کا ایک ایک فرد سمجھ رہا ہے کہ وہ ملک دشمن قوتیں جو پاکستان میں امن اور خوشحالی برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ وطن عزیز میں انتشار پیدا کر کے اس کو عدم استحکام سے دو چار کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قوم متحد ہے۔ دشمن اپنے ناپاک عزائم میں خائب و خاسر ہوگا۔ حکومت نے اسلام آباد کا نظم و نسق پاک فوج کے حوالے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو امن کا گہوارہ بنائے۔ یہاں جلد از جلد اسلامی نظام نافذ ہو اور اللہ تعالیٰ اس ملک کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

وقف میں تبدیلی کرنا؟

سوال:

ہم نے زرعی زمین میں ایک مسجد بنائی تھی جس کا وقف نامہ تحریری طور پر نہیں ہوا تھا اور مسجد کے شمال جنوب میں اس وقت کچھ لوگ آباد تھے جو کہ اسی زمین میں رہتے تھے اور وہ زمین بھی ہماری تھی بعد میں وہ لوگ وہاں سے چلے گئے ہیں، اب کھنڈرات پڑے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں اس مسجد کا سارا ملبہ اور اس جگہ کی قیمت دوسری قریبی مسجد پر لگا دی جائے، وہ ہمارے گھر سے ڈیڑھ ایکڑ دور ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

سائل: حافظ عبدالرحیم حامد، خطیب سانده کلاں قصور

الجواب بعون الوهاب:

حدیث میں ہے: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملی تو وہ مشورہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے جبکہ اس سے بہتر مال مجھے اب تک نہیں ملا اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ "اگر تو چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھو اور پیداوار صدقہ کر دو، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر صدقہ کیا کہ اسے فروخت نہ کیا جائے گا اور نہ ہبہ اور نہ ہی اس میں وراثت چلے گی۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف ج 12 ص 42 رقم الحدیث: 2737)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے مطلق طور پر لفظ صدقہ بولا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وقف کرنے والا اپنی مرضی سے کہیں بھی مال وقف کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے مصارف جائز ہوں۔ جب کوئی چیز وقف ہو جائے تو بغیر شرعی عذر کے اس میں تبدیلی بھی نہیں ہو سکتی اور شرعی عذر یہ ہے کہ وقف شدہ چیز سے اسی حالت میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا یا اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا وہ وقف شدہ چیز لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہو تو پھر اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ عمر فاروق ؓ نے کوفہ کی پرانی مسجد کو راستہ تنگ ہونے کی بناء پر لوگوں کے فائدہ کی خاطر شارع عام میں تبدیل کر دیا تھا۔

(فتاوی ابن تیمیہ کتاب الوقف ج 31 ص 252)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے: قد حول المسجد الجامع من التمارين اي بالكوفة. انھوں نے کوفہ کی جامع مسجد کھجوروں کی منڈی میں تبدیل کر دی۔ (کشف القناع عن متن الاقناع ج 4 ص 471 فتاوی ابن تیمیہ ج 30 ص 405)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے پاس ام معقل نے آ کر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے خاوند کے پاس اونٹ ہے اس نے اس کو جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے، میں حج کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے پاس سواری نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند ابو معقل کو فرمایا: أَعْطِهَا فَلْتَحُجَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ فِي سَبِيلِ اللهِ تو اس کو اونٹ دے دے اس پر یہ حج کرے کیونکہ حج بھی فی سبیل اللہ ہی ہے۔

(ابوداود باب العمرۃ ص 345 رقم الحدیث: 19168)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک وقف شدہ چیز کی ضرورت کے پیش نظر دوسری وقف شدہ چیز پر انتظامیہ کی رضامندی سے

خرچ ہو سکتی ہے لیکن زبردستی نہیں کی جا سکتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ ظالم کی جڑ کا کوئی حق نہیں۔ (ابوداود کتاب الخراج باب احیاء الموات ص 552 رقم الحدیث: 3037)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُوا عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ "اگر تیری قوم زمانہ جاہلیت یا کفر سے نئی نئی اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی میں کعبۃ اللہ کا خزانہ نکال کر اللہ تعالیٰ کے راستہ (غرباء ومساکین) میں خرچ کر دیتا" (مسلم کتاب الحج باب نقض الكعبة ج 5 جزء 6 ص 77 رقم الحدیث: 1333 الموسوعة مسند امام احمد ج 24 ص 103-102 رقم الحدیث: 15383)

صورت مسئولہ میں زمین کو تحریری طور پر مسجد کے نام وقف نہیں کیا گیا بلکہ اسی طرح مسجد تعمیر کی گئی تھی، مسجد کی تعمیر ہوتے ہی یہ جگہ مسجد کے نام وقف ہوگئی تھی اور وقف شدہ چیز میں شرعی عذر کے بغیر تبدیلی کرنا شرعاً جائز نہیں، جبکہ صورت مذکورہ میں ایک معقول شرعی عذر (آبادی کے نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کا ویران ہو جانا) موجود ہے۔ اس لیے اس مسجد کی زمین اور ملبہ کو موجودہ پوری قیمت کے ساتھ فروخت کر کے اس رقم کو کسی دوسری مسجد پر خرچ کیا جا سکتا ہے تاکہ وقف بے کار نہ رہے بلکہ وقف رہنے کے ساتھ لوگ اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکیں۔ کسی چیز کے بے کار رہنے سے اس کا استعمال میں آنا بہتر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے مدفون خزانہ کو نکال کر غرباء میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

لہٰذا مذکورہ مسجد کی زمین اور ملبہ کو فروخت کر کے اس کی تمام رقم سے کسی دوسری جگہ پر نئی مسجد تعمیر کرنا یا اس رقم کو کسی دوسری آباد مسجد پر خرچ کرنا افضل ہے کیونکہ شرعاً بے کار وقف سے کارآمد اور مستعمل وقف بہتر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس ویران مسجد کی زمین اور ملبہ کو فروخت کر کے کسی دوسری مسجد پر خرچ کر دیا جائے۔ فقط

مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ
"جو اللہ کیلئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے"
مناواں جی ٹی روڈ لاہور کے بالکل قریب جماعت اہلحدیث اور حاجی نذیر احمد کی زیر نگرانی دو کنال کے وسیع وعریض رقبہ میں مسجد تعمیر کی جا رہی ہے، چھت پر لینٹر پڑ چکا ہے اب اینٹ، بجری، ریت، سیمنٹ کی اشد ضرورت ہے۔ مخیر حضرات وخواتین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیرات میں دل کھول کر عطیات دیں۔ دنیا و آخرت میں اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین
منجانب: نعیم احمد 0345-7656730-0321-9794129

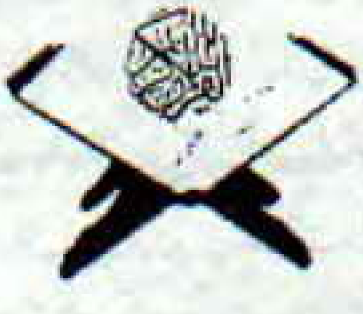

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 9)

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ ''آپ (ﷺ) کہہ دیجیے میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ یہ ہیں: بے حیائی کے کام خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ہوں، گناہ کے کام، ظلم و زیادتی اور یہ کہ تم اللہ کے شریک بناؤ جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگاؤ جن کا تمہیں علم نہیں ۝ اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے تو جب ان کا وقت مقررہ آ جائے گا تو وہ (اس سے) لمحہ بھر پیچھے ہوں گے اور نہ ہی آگے ہوں گے ۝''

مشکل الفاظ کے معانی:

الْفَوَاحِشَ: بے حیائی

مَا بَطَنَ: جو پوشیدہ ہو

الْبَغْيَ: سرکشی

سُلْطَانًا: دلیل

أَجَلٌ: مدت مقررہ

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کی تردید کی تھی جو مشرکین نے اپنے اوپر خود حرام کر رکھی تھیں۔ مثلاً لباس کا پہننا، پاکیزہ چیزوں کا کھانا وغیرہ۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے محرمات کی انواع بیان کی ہیں کہ ان محرمات سے فطرت سلیمہ بھی انکار نہیں کر سکتی۔

التوضیح:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

دنیا نیکی اور بدی کا میدان کارزار ہے اس لیے انسان بھی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ (۱) احکام باری تعالیٰ کی اتباع کرنے والا گروہ (۲) شیطان کی پیروی کرنے والا گروہ۔ دونوں گروہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق ثابت کرتے ہیں کہ ان کی وابستگی شیطان سے ہے یا رحمن سے۔ شیطان سے وابستگی رکھنے والے گروہ نے اللہ کی طرف سے حلال کردہ اشیاء کو اپنے اوپر حرام کیا، جیسے مشرکین طواف کے وقت اپنے اوپر کئی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان محرمات کے پانچ اصول بیان کیے ہیں۔

(1) ظاہری اور باطنی بے حیائی:

جیسے زنا، چوری اور بعض نے یہاں سے مراد کبائر کا ارتکاب لیا ہے جیسے مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونا اور انتشار پھیلانا وغیرہ۔

(2) صغیرہ گناہ:

مثلاً شہوت کے ساتھ بیوی کے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھنا۔

(3) ظلم و زیادتی:

کسی کے حقوق کو پامال کرنا اور زمین میں فساد پھیلانا۔

(4) شرک:

شرک بہت بڑا گناہ ہے اس میں مخلوق کو خالق کے مقابلہ میں

کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی طرف کسی بات کو بغیر دلیل کے منسوب کرنا۔

اعتراض: ان پانچ محرمات کو کلمہ حصر اِنَّمَا کے ساتھ بیان کیا گیا ہے حالانکہ یہ تمام محرمات کو شامل نہیں۔

جواب: معمولی غور وفکر سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقت میں ان پانچ اقسام میں تمام محرمات شامل ہیں۔

نسبی جرائم: لفظ ''فواحش'' میں تمام نسبی جرائم داخل ہیں۔

عقلی جرائم: شراب نوشی وغیرہ، یہ لفظ اثم میں داخل ہیں۔

(۳) **عزت نفس:** عزت نفس کے متعلق جرائم۔

مالی جرائم: کسی کا ناحق مال غصب کرنا۔

(۵) دین کو تباہ کرنے والے جرائم کو اللہ تعالیٰ نے لفظ أَنْ تُشْرِكُوا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ میں بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ ''تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی اتباع اس قدر مبالغہ سے نہ کرو اگر وہ سانڈے کی بل میں داخل ہوئے ہیں تو تم بھی داخل ہو جاؤ گے، عرض کیا گیا کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو اور کون۔'' (مسلم كتاب العلم باب فی اتباع سنن اليهود ج 8 جز 16 ص 189 رقم الحديث: 2669)

آج مسلمانوں کے اندر یہ چیز نظر آ رہی ہے کہ وہ بھی یہود و نصاریٰ کی باتوں میں آ کر اسلامی اقدار کا مذاق اڑا رہے ہیں، آج بے حیائی اور فحاشی کو بعض کم عقل مسلمان فیشن کا نام دے کر اسے انسان کا انفرادی معاملہ قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ ان کی حماقت یا مکاری ہے۔ اللہ کا قانون زندگی کے ہر معاملے پر محیط ہے۔ لباس اور فیشن قانون الٰہی سے باہر نہیں، لیکن ان کی حماقت نے انسان کو حیوان بنا دیا، جبکہ انسان اور حیوان میں ایک ظاہری فرق لباس تھا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی جسم ڈھانپنے کو رجعت پسندی اور جدت قرار دے کر ترقی کے نام سے منسوب کر دیا جس سے انسانی اقدار بگڑی، بے حیائی اور غیرت ختم ہوتی چلی گئی، جرأت اور بہادری کی جگہ بزدلی آ گئی۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر آباد کیا اس لیے کہ اس کی اولاد کے لیے ایک مدت مقرر کر دی تھی۔ اسی لیے فرمایا: ہر قوم کے لیے ایک مدت مقرر ہے وہ مدت سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ ہر اُمت اپنی مدت مقررہ زمین پر گزارے گی اس کے بعد وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی اجل کو پہنچے گی۔ آیت مذکورہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر انسان کی موت کا وقت مقرر ہے جسے لفظ ''اجل'' کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے۔ اسی طرح مقتول اپنی اجل آ جانے پر ہی قتل ہوتا ہے جبکہ معتزلہ اس کے خلاف ہیں اور وہ مقتول کی موت کو بغیر اجل کے قرار دیتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اس کی اجل اسی طرح قتل ہونا ہی تھا۔

اخذ شدہ مسائل:

(1) اللہ تعالیٰ نے محرمات کے اصول بیان کرتے ہوئے انسان کو اس کے نقصانات سے آگاہ کیا ہے۔

(2) لباس کسی قوم کا فیشن نہیں بلکہ اس کا پہننا حکم باری تعالیٰ ہے۔ یاد رہے انسان اور حیوان میں فرق مٹا دینے والا لباس پہننے کی شریعت ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ان پانچ محرمات کو ضمناً بیان فرما کر انسانوں کو محرمات سے ڈرایا ہے۔

(4) ہر قوم کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کیا ہے وہ اس سے لمحہ بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

(5) معتزلہ اور تمام ایسے افراد جو اجل سے انکار کرنے والے ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے اجل کو ثابت کیا گیا ہے۔

طالبانِ علوم نبوت کی ذمہ داریاں

طاہر علی صارم، متعلم جامعہ اہل حدیث لاہور

قرآن نے تمام نوجوانوں کو جرأت، بہادری، صبر و شکیبائی، عفت و پاکدامنی، حق پذیری و استقامت اور عبادت و توسل کا سبق دیا ہے، یہ دینی طالبعلم امت مسلمہ کے مستقبل کی نوید ہیں۔ یقیناً یہی وہ زندگی کے لمحات ہوتے ہیں جس میں طالبعلم کچھ کرنے کا عزم رکھتے ہیں اس عمر میں قدرت نے اتنی طاقتیں فرمائی ہوتی ہیں اگر طالبعلم عزم کرلے تو وہ بڑی بلند و بالا چوٹیوں کو سر کرسکتا ہے۔

ایمان و یقین کا جذبہ جب کسی بھی نوجوان میں پیدا ہوجائے جب کسی بھی باشعور نوجوان کا دل و دماغ شعور و آگہی کی تابندہ کرنوں سے روشن ہوجائے تو علمی میدان میں کھڑے ہونے والے اس جری عمل و سیرت کے قدموں پر موج صبا بھی سرخم پھر اس کے چلنے پر پھولوں کی رنگت بھی قربان تو پھر ایسے نوجوان طالب علم کے سامنے بلند و بالا چوٹیاں بھی چھوٹی اور ہیچ نظر آتی ہیں۔

پھر اس کی شعور بیداری کے سامنے دریا کی وسعتیں بھی نہ چیز ہوتی ہیں تو پھر اس طرح کا نوجوان کس طرح گناہوں کی دلدل میں پھنس سکتا ہے وہ اس بات کا عزم کرلے تو وہ زمین کے اندر دفن شدہ خزانے نکال سکتا ہے وہ پختہ ارادہ کرلے تو اس کائنات کی تسخیر اقتاب و مہتاب شرمندہ تعبیر کرسکتا ہے اور یہ عمر قدرت اور فطرت کی ضیافتوں کی عمر ہوتی ہے آپ کو علم و ادب کی کئی بلند و بالا قوتیں دی گئی ہیں اگر ان کو عمل میں لایا جائے تو ایک بہت بڑی قوت ہمارے ہاتھ آسکتی ہے۔

ہاں اس بات میں کوئی شک نہیں نوجوان کسی بھی معاشرے کا طاقتور اور متحرک ترین طبقہ ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی معاشرے، قوم یا ملک کے لیے سب سے بڑی قوت اور قیمتی سرمایا وہ اس قوم کے نوجوان ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان ہی معاشرے کی درست سمت کے لئے پہلی اور آخری اُمید کی کرن ہوتے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ نوجوان معاشرے کا انتہائی قیمتی سرمایا ہوتے ہیں اگر کسی معاشرے کا نوجوان صحیح انداز سے تربیت پا جائے تو وہ اس معاشرے کی زینت، غیرت اور جرات و بہادری کی علامت بن جاتے ہیں۔

وہی جوان ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
کردار جس کا ہو بے داغ ضرب ہو کاری

اور یہ نوجوان ہی اپنی خطابت کی عظیم شہسواری سے افراد و معاشرے کی زندگی اور معاشرے کی بنجر زمین کو سرسبز و شاداب زمین میں بدل سکتے ہیں۔ لیکن افسوس جو نوجوان طبقہ ایک کثیر تعداد میں انسانیت کی اصلاح و فلاح کے لیے سرگرم تھا۔

بدقسمتی سے آج وہ بے راہ روی کا شکار ہے اور ہمیں یہ بات بھول گئی کہ عصر حاضر میں ہمارے اوپر کیا ذمہ داریاں تھیں ہمیں کیا کرنا تھا، آج ہم نے ہی قوم کی تقدیر بدلنی تھی لیکن آج ہم انتہائی زہریلے اور مہلک ہتھیاروں سے لیس ہوکر اپنی ملت پر کاری ضرب لگا رہے ہیں۔ اپنی منزل سے بے خبر، ناچ گانے، بے ہودہ محافل، مخلوط تعلیم کی آڑ میں بے حیائی اور فحاشی میں مگن ہو کر ملت کے ستارے کو روشنی سے محروم کر رہے ہیں اور ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ہمارے اوپر بہت سی ذمہ داریاں لازم آتی ہیں جن سے ہم بے راہ روی کا شکار ہیں۔

دعوت دین کا پرچار اور اللہ کی زمین پر اسلامی نظام:

آج اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو جس زمین پر اسلامی نظام

اور کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کو عام کرنا تھا آج وہی زمین بیہودہ گوئی ننگی عریاں تصویروں سے مزین اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے لوگوں سے بھری پڑی ہے تو ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم اپنی زبان گوئی اور قلم کے مزین ہتھیار سے کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ کو عام کریں کوئی قانون اس وقت تک قانون نہیں بن سکتا، جب تک اس کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا نہ جائے تو کوئی قانون اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتا جب تک اس کے پیچھے لوگوں کی اخلاقی تربیت نہ ہو اور نہ کوئی ضابطہ اخلاق ہی مضبوط ہو سکتا ہے جب تک اس پر قانون کی نگہبانی نہ ہو۔

اسلام نے بھی ہمیں زندگی گزارنے کے اصول وضوابط عطا کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان اصولوں اور ضابطوں پر سزائیں بھی مقرر کی ہیں اگر ان سزاؤں کو مقرر نہ کیا جاتا تو معاشرتی و معاشی زندگی تہ بالا ہو جاتی اور جنگل کا قانون جاری ہو جاتا لیکن ہماری اصل نگہبانی تمہارا خالق و مالک کر رہا ہے تم ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہو خواہ تم دنیا کی حکومتوں سے بچ بھی نکلو لیکن آخرت میں تمہیں رب کے حضور جواب دینا ہوگا۔

یہی احساس ماعز بن مالک کو بے چین کر رہا تھا۔ جب وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آیا کیونکہ اس کے اندر اخلاقی حس بیدار تھی اس لیے خود ہی سزا کے لیے چلے آئے۔ کیونکہ یہ اسلامی قانون، تعلیم و تربیت کے اثرات وثمرات تھے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمام تعزیرات اسلامی عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور تمام معاشرتی ماحول کو صاف ستھرا اور نمایاں بناتی ہیں۔

معاشرے میں بڑھتے مظالم اوران کا سدباب

غم سہہ سہہ کے غمیں یاس ہو گئے ہیں ہم
پھول بھی مارو تو چوٹ لگتی اتنے حساس ہو گئے ہیں

آج دینی طالب علموں کو ہر بڑھتے ہوئے ظلم اور گناہ کا سدباب بھی کرنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر کے تحت ہمارا یہ حق ہے کہ ہم تمام برائیوں سے ملت اسلامیہ کو روکیں اور بڑھتے ظلم وزیادتی کو ان کے اندر سے مٹائیں۔

معاشرے میں نظر دوڑائی جائے اور ان برائیوں کو گنا جائے تو وہ شمار کرنے میں نہیں آتیں۔ مثال کے طور پر رشوت خوری، دروغ گوئی، ملاوٹ، چوری، ڈاکہ زنی، دہشت گردی، قتل و غارت گری، فرقہ پرستی، خواتین کی بے حرمتی وحق تلفی وغیرہ جیسی قابل نفرت چیزوں سے لوگوں کی جان چھڑوانا ہوگی اور عقیدہ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم بہت کمزور ہیں۔

خود اعتمادی پیدا کرنا:

اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم مجموعی طور پر خود اعتمادی سے محروم ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ وہی قومیں ابھرتی ہیں۔ جنہیں اپنے اصول وضوابط اور دستور وقوانین پر اعتماد ہوتا ہے، جو اپنی سوچ وفکر اور منشور میں آزاد ہوتی ہیں۔ اے عزیز طلبا، جس قوم میں سوچنے کی صلاحیت نہ ہو، جس کا اپنا منشور، نظام تعلیم اور جو تعلیمی میدان سے لے کر سیاست تک ہر میدان میں غیر کے طرز عمل سے متاثر ہو تو اس قوم کا کیا حال ہوگا، لہذا اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنا یہ بھی ہماری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

طالب علم کے اندر اخلاق کریمہ کے اعلیٰ اوصاف موجود ہوں

دور حاضر میں دینی مدارس کے طلباء کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اس پرفتن دور میں ثابت قدم، استقامت فی الدین، اعلیٰ اخلاق اور کردار کے پیکر ہوں کیونکہ لوگوں کے سامنے جب ہم نے تبلیغ کرنے جانا ہے تو ہمیں ہر گناہ، ہر غلطی ہر عیب سے بچنے کی کوشش کرنی ہوگی جیسا کہ آپ ﷺ نے مکہ والوں کے سامنے اپنی تمام بسر کی ہوئی زندگی پیش کی تو اس پر انھوں نے کہا آپ الصادق بھی ہیں اور مصدوق بھی۔ لہذا تبلیغ کے میدان میں آنے سے پہلے ہمیں اعلیٰ اخلاق اور کردار والا ہونا ہوگا جس کی آج بہت زیادہ اشد ضرورت ہے۔

انسان پریشان اُس وقت ہوتا ہے جب وہ وقت سے پہلے اور ضرورت سے زیادہ مانگتا ہے

ہاں عزیز طلباء انسان کا اخلاق ایک ایسی چیز ہے۔ جو آگ بگولا ہوئے کو غصہ کی حالت میں منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کو پیچ و پا کیے ہوئے شخص کو پل بھر میں راکھ بنا دیتا ہے۔ یہ اخلاق ہی ہے کہ تلوار سے کاری گھاؤ لگا کر شقی القلب کو بھی موم کر کے بہا دیتا ہے۔ یہی اخلاق ہے کہ کسی کریم شخص کو اپنے چاہنے والے کو نفرت میں بھر دیتا ہے اور یہی وہ گر ہے جس کے سامنے خون کے پیاسے بھی غلام بن جاتے ہیں اور یہی وہ نعمت ہے جس سے معاشرے میں محبت، چاہت، عفو و درگزر، رحمدلی، الفت، عزت کا دور دورہ ہوتا ہے۔

اسی اخلاق کے بارے میں نبی کائنات ﷺ نے فرمایا تھا: **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق وفی روایۃ صالح الاخلاق** ۔ جب انسان کی عادات و خصائل ایک سانچے میں ڈھل جائیں اور ان میں پاکیزگی اور شائستگی پیدا ہو جائے تو وہ اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ عقیدہ اور فکر کی طہارت خیالات اور افکار کی صحت، رہنے سہنے میں سلیقہ کھانے پینے میں ادب، معاملات اور دین میں دیانت اور امانت داری میل جول میں خندہ پیشانی اور نرم روی اور گفتگو میں لطافت اور مٹھاس اچھے اخلاق کی چند بنیادی باتیں ہیں اور ان صفات سے آراستہ ہو کر ہی انسان اشرف المخلوقات کے زمرہ بھی آتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کا شرف و کمال اخلاق کی وجہ سے ہے اس لئے قبول ایمان کے بعد اخلاق کی بڑی فضیلت ہے اور روز جزاء میزان عمل میں سے سب سے وزنی چیز اچھا اخلاق ہوگا۔

جیسا کہ آپ کا فرمان ہے، حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ قال: ما من شیء اثقل فی میزان المومن یوم القیامۃ من حسن الخلق مومن کے میزان میں قیامت کے دن سب سے وزنی اعمال اچھے اخلاق ہوں گے، اور ایمان کی روشنی اچھے اخلاق سے بڑھتی ہے اور اس کا پتہ لوگوں سے گفتگو سے چلتا ہے کہ اس کا اخلاق کیسا ہے جو اچھے اخلاق والا ہے لوگ بھی اس سے محبت کا پہلو بڑھاتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ لوگوں کو فائدہ دے سکتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: **خیر الناس من ینفع الناس**. لوگوں میں سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کی بھلائی کے لیے کام کرتا ہے اور اچھے اخلاق کی وجہ سے بندہ صائم الدھر اور قائم اللیل کا رتبہ پا لیتا ہے۔ (ریاض الصالحین) اور پھر ایسے شخص کی جنت میں سید الانبیاء کی رفاقت کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے۔ (کتاب الادب مشکوۃ)

اللہ تعالیٰ کو اچھے اخلاق اتنے پسند ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب ترین بندے کی خوب تعریف فرمائی: **وانک لعلی خلق عظیم** آپ ﷺ اخلاق کی بلندیوں پر فائز تھے۔ یہاں خلق عظیم سے مراد وہ عادات و اطوار حسنہ ہیں جن کو امام کائنات ﷺ نے اپنے کردار میں سمو کر دکھایا یہ خلق عظیم جو آپ کا خاصہ ہے آپ کی ذات تک ہی سمٹا ہوا نہیں بلکہ آپ ﷺ نے ایک ایسے معاشرے کو تشکیل دیا جس کا ہر فرد اپنی مثال آپ ہے۔ اچھے اخلاق و کردار کا حامل ہونا ہمارے لیے انتہائی ضروری ہے۔

اے عزیز طلباء یہ سب کی سب ذمہ داریاں ان کو بجا لانا ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہمیں اپنی دلفریب اور دیدہ زیب خوابوں کے جہاں سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آنا پڑے گا اور اپنے زور بازو سے مخالف ہواؤں کا مقابلہ کرنا ہوگا اور اپنے اہداف کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں کو استعمال کرنا ہوگا۔

ہمیں اقوام عالم میں قائدانہ مقام حاصل کرنے کیلئے آپس کے معاملات میں صبر و تحمل سے کام لینا از حد ضروری ہے۔ اے عزیز طلباء جب اسلام دنیا کے افق پر جگمگا رہا تھا، اس وقت مسلمان آپس میں شیر و شکر سے رہ رہے تھے۔ سب کا دکھ سکھ سانجھا ہوا کرتا تھا۔ ایک مظلوم کی فریاد پر سب لبیک کہہ دیا کرتے تھے۔ مل جل کر بڑے سے بڑے طوفانوں کا رخ موڑ دینا ان کی عادت تھی۔ دنیا کی سپر طاقتوں سے ٹکرا جانا ان کے لیے معمولی کام تھا۔ لیکن آج ہمارے اندر سے یہ سب چیزیں نابود ہو چکیں ہیں اور زوال و پستی کا شکار ہوتی ہوئی امت مسلمہ ہمارے سہارے اور مدد کی منتظر ہے ہر شخص الجھنوں اور ذہنی اذیتوں کا شکار ہے آنکھیں ہنستے مسکراتے چہرے کی دید کو ترستی ہیں۔ (بقیہ: 14)

ایک آواز شہر خموشاں کی

احسان الحق شاہ

میرا ایک ایسی سڑک سے گزر ہوا جس کے ایک کونے پر مسلمانوں کا قبرستان ہے اور دوسرے پر عیسائیوں کا۔ عیسائیوں کا قبرستان جو گورا قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔ میرے راستے میں پہلے اہل اسلام کا قبرستان آیا جونہی قریب پہنچا تو زبان سے بے اختیار درج ذیل دعائیہ کلمات نکل گئے: السلام علی اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء الله بکم للاحقون نسئل الله لنا ولکم العافیہ اس کے ساتھ ہی بزرگوں کی یہ بات ذہن میں عود کر آئی کہ جو پہلے گیا سو بہتر رہا کیونکہ زمانہ دن بدن پستی کی طرف مائل ہے۔ اپنے بارے میں خیال آیا کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب میری قبر کے پاس سے بھی لوگ اسی طرح گزر جایا کریں گے۔ انھیں میرا نام تک معلوم نہ ہوگا، کوئی دیکھ کر حسرت کرے گا تو شاید کوئی دعا بھی دے گا۔ پھر روح کے ہیولے نے جسم کو گھیر لیا اور روح گویا ہوئی: اے خطا کار جسم! تو میرے بل بوتے پر زمین کا سینہ روندتا پھر رہا ہے اگر میں تیرے پنجرے سے نکل جاؤں تو تجھ میں اور ان آسودۂ خاک لوگوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

آج میں تیرے تابع ہوں تو میرے سہارے سیدھی راہ چل، بے راہ روی چھوڑ دے، ایسا نہ ہو کہ تیرے ساتھ میں بھی تباہی کے گڑھے میں جا گروں۔ میرے قدم رک گئے، کان بند ہو گئے، دل و دماغ پر سناٹا چھا گیا، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، روح پھر پکار اٹھی کیوں کیا ہوا؟ ابھی سے گھبرا گیا، آگے کیا بنے گا۔ سوچ! آگے کی سوچ، قبر میں اور بھی زیادہ اندھیرا ہوگا۔ آج میں تجھے جھنجلا رہی ہوں، وہاں میرا بھی کوئی اختیار نہیں رہے گا، وہاں جب میں تیرے قریب آنے کا نام لوں گی تو ساتھ ہی اللہ کی طرف سے دو فرشتے نازل ہو جائیں گے۔ مجھ سے پہلے وہ بول پڑیں گے، اس سچے نبی نے یہ بات پہلے ہی بتا دی ہے جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے، جسے تو سچا مانتا ہے مگر دیکھ تو زبان سے مانتا ہے، دل و جان سے بھی مان لے، یوں مان کہ اس وقت غیر ارادی طور پر تیری زبان اس کا اقرار کرے اگر تو اس میدان (برزخ) میں کامیاب ہو گیا تو خود بھی راحت پائے گا اور مجھے بھی سکون بہم پہنچائے گا اور اگر خدانخواستہ فیل ہو گیا تو اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر دے گا۔

روح کی یہ باتیں دل کے کانوں نے سنیں تو دل کانپ اٹھا، ماضی پر نگاہ ڈالی تو گناہوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں، یوں محسوس ہوا جیسے ابھی روح رخصت ہونے والی ہے۔ جان کنی کا وقت بالکل قریب ہے۔ خود سے خود ہی ہم کلام ہوا: استغفر اللہ ارے یہ تو نے کیا کیا، کہاں عمر گنوا دی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ حشر میں پہلا سوال ہی عمر کے بارے میں ہوگا۔

یہ کیفیت ابھی موجود تھی کہ ایک مرتبہ پھر روح نے آواز دی، ارے تجھے یاد نہیں آ میں تجھے رب کی طرف سے مژدۂ جاں فزا سناؤں و من يعمل سوء او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما جو برے کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری رخصتی کا وقت نہیں آیا اور تیری زبان سے بے اختیار استغفر اللہ نکل گیا۔ جسم و جان کی یہ گفتگو چند سیکنڈ جاری رہی۔ چند لمحات میں پوری زندگی کی ویڈیو کیسٹ چشم تصور کے آگے گھوم گئی۔ گذشتہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ پاکیزہ زندگی گزارنے کا تہیہ کرتے ہوئے آنکھیں کھولیں آگے بڑھا۔

ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ عیسائیوں کی قبریں نظر آنے لگیں ان

کے بارے میں قرآنی حقائق یاد کر کے تاسف ہوا۔ جب گورا قبرستان کی حدود اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے قبروں والے پکار پکار کر اور چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے ہم پر افسوس کرنے والے! اپنوں کو دیکھ کر تو اپنے آپ میں غرق ہو گیا تھا اور ہمیں دیکھ کر کہتا ہے: یحسرۃ علی العباد تو نہیں جانتا کہ آخری نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کتنے لوگ ہمارے سامنے ہمارے جیسے حالات سے گزر رہے ہیں۔

قرآن سچ کہتا ہے: یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یہ لوگ اس (نبی) کو ایسے جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں ہم نے دنیا میں دل سے مانا مگر زبان سے انکار کرتے رہے۔ ضد پر اڑے رہے اب ضد کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ سن کر دل کے کان کھڑے ہو گئے، دل دہل گیا۔ زبان گویا ہوئی: زبان حال سے یہ کہانی سنانے والو! ذرا یہ تو بتاؤ محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے والے کیوں پریشانیوں میں مبتلا ہیں؟ جواب ملا: محمد ﷺ سے پہلے حضرت مسیح کا کلمہ چلتا تھا اور اس سے پہلے موسیٰ کا۔ اس زمانے کے لوگوں نے دل وجان سے کلمہ پڑھنے کے باوجود ایسی باتیں اختیار کر لی تھیں جن کی وجہ سے وہ رحمت ایزدی سے دور ہو گئے۔

آج محمد ﷺ کی امت کے بعض لوگ بھی اسی کمزوری کو شکار ہو گئے، جب اعمال ایک جیسے تو انجام بھی ایک جیسا ہی ہو گا۔ قرآن مجید میں ہے: لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب نہ تو تمہاری آرزوؤں پر کچھ رکھا ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو بھی من یعمل سوء یجز بہ برے کام کرے گا سزا پائے گا۔

غور کر اے زندہ انسان! یہودی کہا کرتے تھے کہ ہمیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور اگر ہم میں سے کوئی دوزخ میں چلا بھی گیا تو محض چند روز کے لیے ہی جائے گا اور بالآخر جنت میں داخل ہو کر رہے گا و قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اور (اہل کتاب) بولے کہ ہمیں تو بس چند دن کے لئے ہی آگ چھوئے گی۔

آج مسلمانوں نے کلمہ پڑھ لینے کو نجات سمجھ رکھا ہے، خدا کو بھول گئے اور جو اس نے احکامات نازل کیے انہیں پس پشت ڈال رکھا ہے یاد رکھیں قومیں اللہ کو بھلا دیتی ہیں تو اختلافات کا شکار ہو جاتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومن الذین قالوا انا نصاری اخذنا اور خود کو عیسائی کہلانے والوں سے بھی ہم نے عہد لیا تھا مگر انہوں نے اس میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ نصیحت کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان کے مابین قیامت تک کے لیے بغض وعناد ان کے مابین قیامت تک کیلئے بغض وعناد فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی کی دیواریں کھڑی کر دیں یوم القیامۃ ہماری ایک کمزوری یہ بھی تھی کہ اپنے پیروں اور راہبوں کو حد سے زیادہ اہمیت دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب وہ کوئی بات کہہ دیتے تو پھر ہم نہ تو اللہ کا کلام پڑھتے نہ ہی اپنے نبی کے فرمان کی طرف دھیان دیتے۔ گویا کہ ہم نے خدا اور رسول کے فرامین پر ان کے قول پر عمل کرنے کو ترجیح دے رکھی تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس حقیقت کو آشکارا کیا جا چکا ہے: اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من انہوں نے اپنے پیروں اور مولویوں کو اور (خاص کر) مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا دون اللہ والمسیح ابن مریم کو رب بنا لیا۔

ایک مماثلت یہاں بھی نظر آتی ہے کہ ہم چاروں اناجیل کی صحت پر یقین رکھتے تھے حالانکہ چاروں باہم متضاد و متصادم تھیں۔ ہم یہ نہیں سوچتے تھے تمام متضاد باتیں کیونکر درست ہو سکتی ہیں۔ تمہارے ہاں بھی تو تمہارے آئمہ کی فقہیں موجود ہیں۔ اصلی حالت میں ہیں یا محرف حالت میں، خیر جیسے بھی ہیں، سب کو درست مانا جاتا ہے حالانکہ ان میں بے شمار بلا کا تضاد ہے۔ پھر تم اپنے آئمہ کی فقہوں اور فتاویٰ کو اپنے رسول کے ارشادات کی کسوٹی پر کیوں نہیں پرکھتے ہو اور اپنے مخصوص امام کی تقلید کیے جا رہے ہیں۔ یہودیوں نے عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا تو ہم نے آپ ﷺ کو نور من نور اللہ قرار دے دیا۔

قرآن میں ہے: وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت اور یہودی بولے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے النصاری المسیح ابن اللہ اور دوسرے مقام پر فرمایا: وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء یہود و نصاریٰ دونوں کہنے لگے ہم اللہ کے

بنے اور جیتے ہیں۔ اللہ واحبانہ مگر دیکھو اب کچھ پڑھنے کے باوجود بعض حضرات بھی اسی طرح کی باتیں کرتے اور کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نور الٰہی سے مشتق ہیں۔ کیا قرآن کی مندرجہ ذیل یہ آیت ان پر صادق نہیں آتی؟ **وجعلوا له من عباده جزاء** ان لوگوں نے اللہ کے بندوں کو اس کا جزو بنا دیا۔

اس کے بعد چشم تصور نے ایک جم غفیر پکارتا ہوا دیکھا کہ ابھی تجھے اور بہت کچھ مشابہت دکھلاتے ہیں۔ جن کو تو محو استراحت سمجھ رہا تھا ان میں کتنے ہیں جو عملا ہمارے بہت قریب تھے، دیکھو کلمہ ہم بھی پڑھتے تھے مگر ساتھ ساتھ ایک ایسی بیماری میں مبتلا تھے جس کی نشاندہی اور وضاحت تمہارے نبی محمد ﷺ دنیا سے رخصت ہوتے وقت یوں فرما رہے تھے۔ **لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور** لعنت بھیجی اللہ نے یہود و نصاریٰ پر اس لیے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی **انبيائهم مساجدا** قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (متفق علیہ)

اچھا ایک بات تو بتا کہ کیا تم لوگوں نے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا ہے؟ ارے ہم تو سنتے تھے کہ آپ میں سے کئی لوگ قرآن کا باقاعدہ ختم دلاتے ہیں۔ کیا آپ لوگ یونہی قرآن پڑھتے ہیں جیسے کوئی طوطے کو سبق رٹوا دے؟ اگر بات اسی طرح ہے تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ فرمایا: **افلا يتدبرون القرآن ام على قلوبهم اقفالها** یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں

ارے برادر! اب ہم نے تجھے وہ باتیں بتلا دیں جو تمہارے نبی محمد ﷺ پہلے ہی بحکم الٰہی بیان کر چکے ہیں مگر تم ہو کہ اتنی بڑی شان والے نبی کی تعلیمات کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دیتے ہو، جاؤ اب زندوں کی بستی میں جا کر اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کرو۔

آج قبرستان کو دیکھ تمہیں آخرت کی فکر لاحق ہوگئی۔ تم تو خوش نصیب ہو، ورنہ کتنے لوگ ہم پر سے گزر جاتے ہیں مگر پھر بھی ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں وہ تو گویا چلتی پھرتی نعشیں ہیں۔ آج آنکھیں کھول کے دیکھ بھال چلو، اگر اب دنیا میں اندھے بن کر رہے تو کل قیامت کو بصارت وبصیرت سے محروم رہو گے، اللہ خبردار کر چکا، اس نے فرمایا: **ومن كان في هذه اعمى وهو في الآخرة اعمى** جو یہاں اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ یہ بات آنکھوں کے اندھے کے لئے نہیں، دل کے اندھے لوگوں کے بارے میں ہے، جیسا کہ فرمایا: **انها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور** ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ سینوں میں پائے جانے والے دل اندھے ہیں۔ ہم نے تمہارے سامنے بہت سے حقائق سے پردے اٹھا دیئے، سو اب قرآن کے الفاظ میں آخری بات سنتا جا کہ **ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد.**

بقیہ: طالبانِ علوم نبوت کی ذمہ داریاں

اگر بمشکل کہیں کوئی ہنستا مسکراتا چہرہ نظر آ بھی جاتا ہے تو اس کے مسکراتے لبوں کے پیچھے یا تو غموں کی طویل داستان ہوتی ہے یا کوئی بہت بڑا اختلاف۔ ہر کوئی اپنے ہی دکھڑے سنا رہا ہے والدین اولاد سے اولاد والدین سے خفا نظر آتی ہے، بہت بھائیوں میں رنجشیں ہیں، عزیز و اقارب باہم دست و گریباں ہیں۔ دلوں میں کدورتیں جنم لے رہی ہیں۔ خلوص، پیار، اور بھائی چارہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ گویا کہ مجموعی لحاظ سے سب کو معاشرے سے شکوہ ہے۔ لیکن اپنے آپ کو بدلنے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں۔ ہمارے اندر احساس ذمہ داری کا شعور بیدار ہونا چاہیے اور غیروں پر توقعات باندھنے کی بجائے صرف اور صرف اللہ سے واسطہ رکھنی ہوں گی اور ہمیں عفو و درگزر سے کام لینا ہوگا ہماری ذمہ داری کا ایک ضروری اور اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ہمیں جرات و بہادری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

اے طلباء جن لوگوں میں جرات و بہادری نہیں ہوتی انہیں دیار غیر کے خس و خاشاک بھی ڈرایا کرتے ہیں اور جس قوم کے اندر قوت و بہادری کا جذبہ ہوتا ہے ان سے وقت کے شہ زور بھی لرزا کرتے ہیں۔ اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی ہوگی اور اپنی تمام تر ضروریات و خواہشات کو دفن کر کے اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا اور ایثار و قربانی سے پیش آنا ہوگا

خطبہ جمعۃ المبارک کے فضائل واحکام

شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

فرضیت جمعہ:

اُمت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بے شمار خصوصیات اور بہترین فضائل سے نوازا ہے، ان میں سے ایک جمعہ کا مبارک دن بھی ہے۔ یہ ہر مکلف، مستطیع پر فرض ہے اس کی فرضیت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے، اس لیے اہل ایمان مردوں کے لیے جمعہ کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔" (الجمعہ)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم ادوڑ پڑو سے مراد قدموں کی دوڑ نہیں بلکہ نماز کے لیے سکون واطمینان، خالص نیت اور خشوع وخضوع کے ساتھ جانا مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت طارق بن شہابؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ حق ہے اور ہر مسلمان پر جماعت سے واجب ہے، لیکن چار اشخاص مستثنیٰ ہیں: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔ (ابوداود)

دو رکعت نماز ادا کرنا:

نماز جمعہ کے لیے مسجد میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام ادائیگی تحیۃ المسجد ہے۔ چاہے نمازی خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آئے یا دوران خطبہ۔

سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا، اُس وقت آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح حضرت سلیک الغطفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا اور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سلیک، کھڑے ہو جاؤ اور دو ہلکی پھلکی رکعات ادا کرو۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ کا خطبہ روک کر ان اشخاص کو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا حکم دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا لازمی امر ہے۔ لہٰذا ہمارے وہ تمام مسلمان بھائی جو جمعہ کے دن مسجد میں آتے تو ہیں مگر صرف امام کے ساتھ دو فرض پڑھ لینے کو ہی پورا جمعہ تصور کر بیٹھتے ہیں انھیں چاہیے وہ بھی اپنا معمول بنائیں کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو تحیۃ المسجد ضرور ادا کریں ان کی بہت فضیلت ہے۔

فضیلت جمعہ:

حضرت اوس بن اوس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے غسل (جنابت) کیا اور اپنی بیوی کو بھی کرایا اور نماز کے لیے جلدی گیا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر گیا اور امام کے قریب بیٹھا اور خاموش رہا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ملتا ہے اور یہ اللہ رب العزت کے لیے بہت آسان ہے۔

(الترغیب والترہیب)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے کے لیے آیا۔ غور سے (خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اسکے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ! کس قدر عظیم عمل ہے۔

اسی طرح علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے، دنوں میں اس کی اہمیت ایسے ہی ہے جیسے اور مہینوں میں رمضان کی اور اس دن دعا کی قبولیت کی ایک گھڑی ایسی ہے جیسا کہ ماہ رمضان میں شب قدر۔ (زادالمعاد)

نماز جمعہ کا وقت:

نماز جمعہ کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ (صحیح بخاری) جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لیے وقت پر آنا بھی بہت بڑا عمل ہے۔

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرے، پھر نماز کے لیے چل پڑے تو گویا اُس نے اونٹ قربان کیا اور جو دوسرے وقت میں جائے گویا اس نے گائے قربان کی اور جو تیسرے وقت میں جائے گویا اُس نے سینگ والا مینڈھا دیا اور جو چوتھے وقت میں آئے تو اس نے مرغی قربان کی اور جو پانچویں وقت میں جائے گویا اس نے ایک انڈا قربانی میں دیا اور جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے ذکر سننے کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں۔"

جمعہ کے دن کرنے کے کچھ کام

غسل کرنا اور خوشبو لگانا

سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔ (متفق علیہ)

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے: سیدنا ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بالغ پر جمعہ کے دن نہانا واجب ہے، مسواک کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر اس کے لیے ممکن ہو طہارت حاصل کرے اور تیل لگائے یا خوشبو کا استعمال کرے، اس کے بعد جمعہ کی نماز کے لیے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (جو مسجد میں بیٹھے ہوں) تفریق نہ کرے، پھر جس قدر اس کی قسمت میں ہو نماز پڑھے، جس وقت امام خطبہ پڑھنے لگے تو چپ رہے، تو اس کے وہ گناہ جو اس جمعہ اور گذشتہ جمعہ کے درمیان سرزد ہوئے بخش دیے جائیں گے۔"

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے فضیلت والا دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدمؑ پیدا کیے گئے اور اسی دن اُن کی روح قبض کی گئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے، تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" امام کائنات ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا تو آئندہ جمعہ تک اس کے لیے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا: اس میں ایک ساعت ایسی ہے جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہوا اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائے گا اور ہاتھ اشارہ کرکے آپ نے فرمایا: وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔ (بخاری)

صحیح مسلم میں ہے کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے اور ترمذی میں ہے کہ یہ گھڑی عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے۔

یاد رہے! دوران خطبہ پہلے سے موجود سامعین کے کندھے پھلانگ کر آگے جانا قطعی طور پر درست نہیں بلکہ یہ آداب جمعہ کے خلاف ہے اس لیے جہاں مناسب جگہ ملے وہیں پر بیٹھ جانا افضل ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بسرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص گردنیں پھلانگتا ہوا جمعہ کو

آیا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تم نے (لوگوں کو) اذیت دی ہے۔ (ابوداود)

نیز دوران خطبہ بیٹھنے کے متعلق سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو، گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداود)

نماز جمعہ نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگادے گا، پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہوجائیں گے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے بارہ میں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے تھے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں آگ لگادوں اُن لوگوں کے گھروں کو جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔

(صحیح مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص صرف یوم جمعہ کا روزہ نہ رکھے، ہاں اگر (اس کے ساتھ) اس سے ایک روز پہلے یا ایک روز بعد کا روزہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(مسلم)

اسی طرح سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز ہمارے ہاں تشریف لائے، میں نے اُس دن روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے دریافت کیا، کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم آنے والی کل کا روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ انھوں نے کہا نہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم ابھی روزہ افطار کر دو۔ (بخاری)

احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہفتہ بھر کے دنوں میں صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں، ہاں البتہ ایسا شخص جو جمعرات کا روزہ رکھ کر جمعہ کا روزہ رکھ لے یا جمعہ کا رکھ کر ہفتہ کا بھی روزہ رکھے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت ضرور کرنی چاہیے احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھتا ہے تو اس کے لیے اگلے جمعہ تک نوری نور بھر دیا جاتا ہے۔''

(صحیح الجامع)

اسی طرح نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہیے۔ درود پڑھنے سے انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور روز محشر رسول اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔'' (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔'' (صحیح الجامع)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''جو آدمی صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی'' (حوالہ مذکورہ)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حنیف پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے اور ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان لڑکا راجپوت بھٹی عمر 27 سال اہلحدیث تعلیم ایم اے انٹرنیشنل ری لیشن، لاہور۔ لیکچرار سکیل 18، ارائیں برادری کے لیے رشتہ درکار ہے۔ خواہش مند حضرات رابطہ کر سکتے ہیں۔

(منجانب: قاری خالد 0300-9476902)

عقیدہ وحدت الوجود کا علمی محاسبہ

عطاء محمد جنجوعہ

قرونِ اولیٰ میں محدثین عظام کتاب وسنت اور خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو مدنظر رکھ کر پیش آمدہ مسائل استنباط کرتے تھے۔ اگر کسی موقع پر اختلاف رونما ہوتا تو وہ اللہ اور رسول مقبول ﷺ کا فرمان سن کر سرِ تسلیم خم کر لیتے۔

ماضی میں جب بھی نومسلم عجمی تحریکوں سے متاثر یا مرعوب ہوئے تو ان میں کئی قسم کی فکری اور روحانی بیماریوں نے جنم لیا۔ جب بعض علماء نے شرک کی بیخ کنی کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا لیکن فریق ثانی کے دلائل کا علمی انداز میں جواب دیتے ہوئے بعض احادیث کے وجود سے ہی انکار کر دیا۔ جیسے جاہل لوگ دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے میاں بیوی کے درمیان نفاق پیدا کرنے کے لیے عمل کرواتے ہیں۔

جب بعض اوقات نتائج اُن کی منشا کے مطابق برآمد ہوتے ہیں تو جادوگروں کی دکانیں خوب چمکتی ہیں۔ لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل میں اندھے ہو کر اُن کو اپنا پیر ومرشد بنا لیتے ہیں۔ اس موقع پر شرک کی تردید اور توحید کے اثبات کے جوش میں جادو کا سرے سے انکار کرنے کی بجائے علماء کا فرض تھا کہ وہ جادو کے عمل سے محفوظ رہنے اور اس کے اثرات کو زائل کرنے کے مسنون عمل سے لوگوں کو آگاہ کرتے جیسا کہ خنزیر نجس العین ہے لیکن اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح علم نجوم وجادو کا وجود ہے، لیکن اس کا کرنا کرانا شریعت میں قطعی طور پر حرام ہے۔

فکر اسلامی کی تشکیل جدید کا ترجمان سہ ماہی ''اسلامائزیشن'' کی اشاعت خاص نمبر ۱ مارچ ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی جس میں عقیدہ توحید کے ممکنہ پہلوؤں کی صریح وضاحت ہے۔ جب کہ حصہ دوم مطبوعہ جون ۲۰۰۳ء میں وحدت الوجود کا تاریخی پس منظر پیش کیا گیا۔

''ابن عربی کے نزدیک توحید کا ارفع مفہوم یہ ہے کہ کلمے میں غیر اللہ کی تعبیر میں باطل الٰہوں کی نفی نہ کی جائے۔ بلکہ ساری کائنات کے موجود ہونے کی نفی کی جائے اور موجود حقیقی صرف اللہ کو ثابت کیا جائے۔ ابن عربی کی یہ تعبیر قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا واجب الوجود ہونا کائنات کے امکانی وجود کے مقابلے میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس وقت بھی تھا جب کہ کائنات پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔'' [اشاعت خاص توحید نمبر ۲، ص: ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیہ حویلی بہادر شاہ جھنگ]

مولف ظفر اقبال خان نے مذکورہ افکار کا شجرہ نسب شنکر اچاریہ اور ارسطو سے ملایا ہے۔ اُن کی علمی کاوش ارباب دانش کے لیے تحقیقی مواد ہے تاہم عام لوگ اس سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر سکتے لیکن چند مقامات پر اُن کے نظریات پڑھ کر دل مجروح ہوا ہے۔ مولف نے ابن عربی کے پیروکاروں پر جو اعتراض عائد کیا ہے۔

''ابن عربی کے جن جن ملحدانہ نظریات پر تکفیر کی گئی۔ بعض علماء نے بہت سارے اعتراضات کا دفاع کیا ہے۔ اس دفاع کی خاطر انھوں نے نصوص صریحہ کی تحریف تو برداشت کر لی لیکن ابن عربی کے الحاد پر انھوں نے آنچ نہ آنے دی۔'' [ص:11]

آدا مولف وحدت الوجود کی تردید کے جنون میں آ کر مذکورہ جرم کے خود مرتکب ہوئے ہیں۔ (وحدت الوجود کا) یہی تصور صحیح بخاری کی مشہور حدیث میں ہے کہ بندہ کثرت نوافل کی وجہ سے جب ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں: كنت سمعه الذي يسمع بي وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ''جب یہ بندہ تقرب کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے تو میں اس وقت اس بندے کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور تھامتا ہے۔''

''بخاری کی یہ حدیث جس سے صوفیہ حلولیہ، منصور حلاج کا انا الحق ثابت کرتے رہے اور ابن عربی اس سے مظہر صفات الٰہیہ کا عقیدہ اختراع کرکے اولیاء اور انبیائے کرام علیہم السلام کا کائنات پر تکوینی تصرف ثابت کرتے ہیں جو اہل بدعت استعانت لغیر اللہ کا جواز پیش کرتے ہیں ان کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے اس حدیث کا مرکزی راوی خالد بن مخلد ہے جو ایک غالی شیعہ ہے۔'' [سہ ماہی اسلامائزیشن اپریل جون ۲۰۰۴ء، ص:۴۹، ۵۰]

علماء حق نے امام بخاری کے تقویٰ وطہارت فکر پر اظہار خیال کیا ہے کہ ''امام بخاریؒ جس کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو غسل کرکے دو رکعت نفل ادا کرتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے اس طرح سولہ سال کے عرصہ میں اس تالیف لطیف سے فراغت پائی۔''

شاہ ولی اللہؒ سمیت علمائے امت کا صحیح بخاری شریف کی عظمت وصحت روایات پر اجماع ہے۔

سہ ماہی اسلامائزیشن کے مولف نے بخاری شریف کی مذکورہ حدیث میں راوی خالد بن مخلد پر کلام کرتے ہوئے دو ائمہ کرام کے اقوال نقل کیے ہیں لیکن وہ قول درج کیوں نہیں کیا کہ خالد مخلد کو ابوداؤد نے مصدوق کہا ہے۔ محدثین کرام کی قبروں پر رب کی رحمت کا نزول سدا جاری رہے۔ جنھوں نے جامع واکمل انداز میں احادیث کی توضیح کی جو قیامت تک ہر قسم کے فتنوں کے استیصال کے لیے کافی ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ خدا کی آنکھ ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ حلولیہ اور اتحادیہ کا دعویٰ ہے۔ کہاں خدا اور کہاں بندہ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں مستغرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ فوقیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری اور باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان آنکھ سے وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے خلاف شریعت کوئی کام اس سے سرزد نہیں ہوتا۔''

[تیسیر الباری کتاب الرقاق: ۵۰۵]

مولف نے حدیث کا وہ پہلا حصہ بغیر تخریج کے درج کر دیا جس سے قاری کو اپنے موقف پر قائل کرنا ممکن ہو سکتا ہے اور ذہن کو شک وشبہ میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مولف نے مذکورہ حدیث کے ملحقہ حصہ کو درج نہیں کیا جس میں حلولیہ کی نفی کی گئی۔ ''وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو اس کو محفوظ رکھتا ہوں۔''

حدیث کے ملحقہ فقرے سے حلولیہ اور اتحادیہ کا رد ہو گیا۔ اگر بندہ میں خدا ہو جاتا ہے تو پھر اُسے دعا مانگنے اور پناہ کی کیا ضرورت تھی۔ مؤلف نے عقیدہ حلول کے رد کی خاطر جامع بخاری کی عظمت وصحت کو مشکوک بنانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اتباع رسول کا تقاضا ہے کہ احادیث رسول کو سمجھیں اور عمل کریں اور انسانی خود ساختہ نظریات کی تائید وتردید میں آ کر احادیث پر جرح کرنے سے گریز کریں۔

مؤلف نے ایک جگہ وحدت الوجود کی نفی میں جامع بخاری کی مذکورہ حدیث کی صحت سے انکار کیا جب کہ دوسرے شمارہ میں وحدت الوجود کے نظریہ کی تائید کی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد باق خاکوانی کلمہ طیبہ میں لفظ ''الٰہ'' کا عام فہم معنی کے تحت لکھتے ہیں:

الیکشن کے دوران اللہ کا معنی:

''دور جدید میں سیاسی میدان میں الٰہ کا ایک عام معنی یہ بھی ہے کہ ہم ہر انتخاب کے موقع پر اس امیدوار کو ووٹ دیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ نیک ہے، مخلص ہے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی لیتا ہے۔ سابقہ زمانوں میں انقلاب تلوار یا بندوق کی گولی سے آتا تھا مگر آج کل انقلاب ووٹ کی پرچی سے آتا ہے۔ اس لیے اگر ہم لوگ ووٹ کو استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھول جائیں اور کسی متقی، نیک، پاکباز، دیانت دار شخص کو ووٹ نہ دیں بلکہ برادری کی بات مانیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کی اطاعت کریں تو جس شخص نے انتخابات کے دوران اس جذبہ کے تحت ووٹ دیا تو اس نے غیر اسلامی انقلاب یعنی ابوجہل اور ابولہب اور نمرود وفرعون کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کی تو یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس نے ان لوگوں کو اپنا الٰہ مانا اور

کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کو الٰہ ماننے کے اقرار سے سیاسی میدان میں روگردانی کی۔"

[سہ ماہی اسلامائزیشن، جنوری، مارچ: ۲۰۰۳ء ص:۱۳۶]

جمہوری نظام میں ریاستی قوانین عوام کی مرضی کے مطابق وضع ہوتے ہیں پاکستان کا آئین اس کی وضاحت کرتا ہے۔

And where as it is the will of the people of Pakistan to establish an order.

عوام قانون سازی کے اختیارات بذریعہ انتخابات اپنے نمائندوں کو سپرد کر دیتے ہیں۔ منتخب پارلیمنٹ قانون پاس کرتی ہے اور پہلے سے رائج قوانین میں بھی رد و بدل کر سکتی ہے۔

اسلام میں آئینی و قانونی حاکمیت کا اختیار رب ذوالجلال کے پاس ہی ہے جس میں تغیر و تبدل کرنے کے اختیار کسی اور کو منتقل نہیں ہوتے چاہے وہ کتنا نیک اور متقی کیوں نہ ہو، اور شریعت کا نفاذ عوام یا اُن کے منتخب نمائندوں کی منظوری کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان وحی الٰہی کے احکام (قرآن وسنت) کی اطاعت کرنے کا پابند ہے۔

ابن عربی کے وحدت الوجود کے نظریہ سے سارے باطل الٰہ اللہ کا مظہر بن جاتے ہیں اور اُن میں حاجت روائی و مشکل کشائی کے اختیارات خود بخود سرایت کر جاتے ہیں۔ بعینہ جمہوری نظام میں اللہ کے قانون سازی کے اختیارات عوام کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود پر اعتقاد کرنا یقیناً شرک ہے تو قانونی طور پر وحدت الوجود کے داعی نظام کی حمایت کرنا جرم کیوں نہیں؟

چوں کہ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کا تاریخی پس منظر اور شجرہ نسب تلاش کرنے میں آپ کی علمی تحقیق قابل ستائش ہے اس لیے آپ کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ امریکہ جس نے بمباری کر کے افغانستان کی شرعی حکومت کو ختم کیا اور جمہوری نظام رائج کیا اس میں کون سا راز مخفی ہے؟ تحقیق کریں۔

☐☐☐

بقیہ: تقرب الٰہی مگر کیسے؟؟

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی عظمت کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کڑے مشکل ترین حالات، چاہے وہ سلطان جابر کی وجہ سے تنگ کیے گئے ہوں یا رزق و اولاد کی پریشانی کے سبب یعنی کسی حالت میں بھی استقامت فی الدین کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے بلکہ عقیدہ توحید پر ہی کاربند رہتے ہیں تو یہی مومن ہیں۔ انھی کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے: قل امنت باللہ ثم استقم میں ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔ کمال صبر اور استقامت اختیار کرنا بندہ مومن کی نشانی ہے۔

توبہ کا متلاشی:

صحیحین میں واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص جس نے 100 بندوں کو قتل کیا تھا لیکن جب وہ توبہ کا متلاشی بن کر نکلا ابھی راستے میں ہی تھا کہ اسے موت آگئی، اس کی نیت چونکہ توبہ کرنے کی تھی اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو چکے تھے اور اسے معاف کر دیا اور وہ جنت کا وارث بن گیا۔ (ابن ماجہ: 425) معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اگر آج موجودہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت و عصمت کی بحالی چاہتے ہیں تو انھیں توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

صلہ رحمی کرنا:

صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے رشتہ داریاں جوڑتا ہے اس کے لیے فرشتے اترتے اور مدد کرتے ہیں۔ اُمت مسلمہ اختلاف و انتشار کا شکار ہے ظلمت و بربریت کفر کی طرف سے جاری ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے اندر جذبہ خیر خواہی ختم ہو چکا ہے رشتوں کو توڑنا تو ہر کوئی نظر آرہا ہے مگر جوڑنے والے خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر اتفاق و اتحاد پیدا کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

☐☐☐

ہر وہ کام دنیا ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو خواہ نماز جیسی نیکی ہی کیوں نہ ہو

تقرب الٰہی مگر کیسے؟؟

قاری احسان الٰہی

آج ہر انسان اپنی ضروریات، خواہشات اور حاجات کو پورا کرنے کے لیے دنیاوی اور ظاہری اسباب پر اعتماد کرتا ہے مگر لاکھ کوشش کے باوجود اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اپنی تمنا اور حاجت کو پورا کرنے کے لیے دنیاوی طریقے کئی اپناتا ہے مگر پھر بھی ناکام اور راستے سے بھٹکا ہوا نظر آتا ہے۔

انسانی زندگی کی یہ فطرت بن چکی ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت یا پریشانی آتی ہے تو اس پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے لیکن وہ مصائب اور اُلجھنیں اسی طرح برقرار رہتی ہیں اس کی بنیادی وجہ قرآن وسنت سے دوری ہے۔ کیونکہ جب انسان خوشی میں ہوتا ہے تو اپنے خالق حقیقی کو بھول جاتا ہے حالانکہ اسی رب نے اس کو خوشی سے ہمکنار کیا ہے لیکن جب پریشانی اور مصیبت آتی ہے تو یہ شخص در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کبھی کسی درگاہ پر، کبھی کسی آستانے پر، کبھی دعاؤں کے سلسلے میں درباری ملنگوں، پیروں، فقیروں کو بلاتا پھرتا ہے۔ ان تمام تر وسائل کو استعمال کرنے کے باوجود ہر وقت پریشانی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ پریشانی ومصیبت کے وقت اس نے اپنے خالق ومالک کو بھلا دیا اور درباری گدی نشینوں کی قدم بوسی کر کے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا تو ناکام ٹھہرا، بالآخر مصائب وآلام کا اس کا مقدر بن کر رہ گئے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اپنے اللہ سے معافی مانگتا، اس سے دعا والتجا کرتا، یقیناً جو شخص اللہ تعالیٰ سے خلوص نیت کے ساتھ اپنی حاجات کو طلب اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اللہ کے حضور ہاتھ اُٹھالیتا ہے اللہ تعالیٰ ہرگز اس کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے، بشرطیکہ انسان کا یقین کامل ہو۔ اس سے بڑھ کر ایسے اعمال کرنا شروع ہو جائے جن سے اللہ راضی ہوتا ہے تو انھی اعمال کی بدولت اللہ کے فرشتے بھی اس شخص کے لیے دعا کرتے ہیں۔ برادران اسلام آج ضرورت عمل کی ہے کیونکہ عمل کے ذریعے تمام مسائل کا حل ممکن ہے۔ ذرا تصور کریں کہ جس شخص کے لیے اللہ ذوالجلال کے نورانی فرشتے دعا کریں اس سے بڑھ کر اس کی خوش بختی کیا ہو سکتی ہے؟ ایسا شخص رحمت الٰہی سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ذیل میں ہم ایسے اعمال کا ذکر کرتے ہیں جن کے کرنے سے فرشتوں کی دعاؤں کا موجب اور آسمان سے زمین پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

تلاوت قرآن مجید:

سیدنا براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: ایک شخص سورۃ کہف پڑھتا تھا اس کے پاس دو لمبی رسیوں میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، اچانک اس پر ایک بدلی آنے لگی اور وہ اچھلنے کودنے لگا وہ اور قریب آنے لگی تو گھوڑا اسے دیکھ کر مزید بدکنے لگا تو اس نے تلاوت روک دی۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلك السكينة تنزلت بالقرآن "یہ تسکین ہے جو قرآن کی برکت سے اُترتی ہے" (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافر: 795) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمت میں سے کوئی ایک فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اور اسی فضیلت قراءت کے سبب رحمت کا نزول ہونا، فرشتوں کا حاضر ہونا اور کان لگا کر قراءت سننا بھی ثابت ہوا۔

استقامت دین:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ "بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے تو ان کے پاس فرشتے آتے ہیں کہ تم خوف اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔" (فصلت: ۳۰)

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی عظمت کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کڑے مشکل ترین حالات، چاہے وہ سلطان جابر کی وجہ سے تنگ کیے گئے ہوں یا رزق واولاد کی پریشانی کے سبب یعنی کسی حالت میں بھی استقامت فی الدین کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے بلکہ عقیدہ توحید پر ہی کاربند رہتے ہیں تو یہی مومن ہیں۔ انہی کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے: قل امنت باللہ ثم استقم میں ایمان لایا، پھر اس پر استقامت اختیار کر، کمال صبر اور استقامت اختیار کرنا بندۂ مومن کی نشانی ہے۔

توبہ کا متلاشی:

صحیحین میں واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص جس نے 100 بندوں کو قتل کیا تھا لیکن جب وہ توبہ کا متلاشی بن کر نکلا ابھی راستے میں ہی تھا کہ اسے موت آ گئی، اس کی نیت چونکہ توبہ کرنے کی تھی اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو چکے تھے اور اسے معاف کر دیا اور وہ جنت کا وارث بن گیا۔ (ابن ماجہ: 425)

معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اگر آج موجودہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت وعصمت کی بحالی چاہتے ہیں تو انہیں توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

صلہ رحمی کرنا:

صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے رشتہ داریاں جوڑتا ہے اس کے لیے فرشتے اترتے اور مدد کرتے ہیں۔ اُمت مسلمہ اختلاف وانتشار کا شکار ہے ظلمت وبربریت کفر کی طرف سے جاری ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے اندر جذبہ خیر خواہی ختم ہو چکا ہے رشتوں کو توڑتا تو ہر کوئی نظر آ رہا ہے مگر جوڑنے والے خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر اتفاق واتحاد پیدا کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

□□□

اذان کی عظمت

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

مسجد کے بلند میناروں سے اٹھنے والی صدائے اذاں زندہ روحوں کے لیے پیغام حیات ہے۔ یہ ثنائے ربانی کا وہ ازلی نغمہ ہے جو فرشتے، جنات، انسان اور دیگر مخلوقات اپنی تخلیق کے لمحہ اول سے لے کر فنائے کائنات اور احیائے کائنات کے آخری لمحات تک گاتے رہیں گے، اس سرمدی نغمہ کی لے میرے قلب کے تاروں کو دن کے پانچ متعینہ اوقات میں جنبش میں لاتی ہے اور پھر میرے قلب کی بے قراریاں میرے ضبط واختیار میں نہیں رہتیں۔

یہ اذاں کی صدا جو جبریل علیہ السلام نے آسمانوں پہ بلند کی تو نوری وجد میں آ گئے۔ جب آدم علیہ السلام نے دھرتی پر پہلا قدم رکھا تو ساتھ ہی اذان کے کلمات بلند کیے تو ساری کائنات ان الفاظ کی تاثیر سے مسحور ہو گئی۔ یہ آواز صبح ازل سے لے کر آج تک ہر ذی شعور کے قلب کو مرتعش رکھے ہوئے ہے۔ یہ حیات، قوت وحرکت اور انقلاب کی وہ صدا ہے جس کے بغیر تہذیب واخلاق کی دنیا میں نظم قائم نہیں ہو سکتا۔

قلوب انسانی مادیت کی تاریک دنیا کے اسیر ہو اہی بھی چاہتے ہیں کہ اذان کی صدائے انقلاب بلند ہوتی ہے اور روحوں کی ویران بستیوں میں باد بہاری کے فرحت انگیز جھونکے باران رحمت کی نوید بہار بن کر خشک قلوب کا پیغام تکمیل بن جاتے ہیں، پھر انسان بہکنے سے محفوظ ہو کر نور وسرور کی وجدانی ونورانی دنیا کا رکن رکین بن جاتے ہیں۔ یہی وہ دنیا ہے جسے حکیم الامت علامہ اقبال نے بلالی وبلالی دنیا کا نام دیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا خالد بن ولیدؓ، صلاح الدین ایوبیؒ، امام ابن تیمیہؒ، طارق بن زیادؒ، سید قطب شہیدؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ اسی بلالی وبلالی دنیا کے عہد آفریں نمائندے ہیں۔

□□□

مولانا محمد یوسف راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عنایت اللہ امین (مدرس دارالحدیث راجووال)

قسط نمبر 6

راقم الحروف کی تعلیم وتربیت میں مولانا صاحب رحمہ اللہ کا کردار:

میری تعلیم کی ابتدا 1977ء سے ہے۔ دورانِ تعلیم حضرت بڑی محبت وشفقت کرتے۔ ایک دفعہ میں شیطانی چکر میں مدرسہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اللہ پاک والد صاحب کو جزائے خیر دے، انھوں نے گھر بٹھانے کی بجائے دوسرے دن مجھے ساتھ لیا اور راجووال آ گئے۔ چونکہ مولانا صاحبؒ کے پہلے سے والد صاحب سے بڑے مراسم تھے، جب بھی مولانا صاحبؒ ہمارے گاؤں میں جاتے تو ہمارے گھر کے مہمان ہوتے۔ والدہ مرحومہ بڑی خدمت کرتیں، کبھی کبھی مولانا خود سناتے تھے کہ تمھاری والدہ نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میں ہمیشہ اسے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں، مولانا صاحبؒ نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی کچھ پڑھا، اس کے بعد پھر کبھی پڑھائی سے دل نہیں اکتایا۔

تیسرے سال حسب روایت میں نے مشکوٰۃ اول لائبریری سے نکلوائی اور یہ سبق مولانا نے پڑھانا تھا۔ مجھے کہنے لگے مشکوٰۃ نہیں بلوغ المرام ہی پڑھنی ہے تاکہ وہ مکمل ہو جائے اور ساتھ عبارت بھی صحیح طرح پڑھنی آ جائے۔ اس طرح راقم نے بلوغ المرام دو سالوں میں پڑھی۔ چھٹے سال میں جب ترمذی پڑھ چکا تھا۔ یہ بات 1982ء کی ہے تو مولانا صاحبؒ کہنے لگے تو اکیلا ہے کتابیں بڑی ہیں اور مجھے مدرسہ کے لیے کہیں نہ کہیں جانا ہوتا ہے اس لیے تیرا نقصان ہوگا لہٰذا اب کسی بڑے مدرسہ میں تکمیل کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی جس طرح آپ حکم کرتے ہیں، میرے ذہن میں جامعہ محمدیہ اوکاڑہ تھا۔ مولانا صاحبؒ نے رقعہ بنا دیا اور کہنے لگے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ بہتر ہے۔ میں نے اس وقت الہ آباد نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ 1983ء میں جامعہ محمدیہ میں داخلہ لیا اور 1985ء میں فارغ ہوا۔ ساتھ وفاق المدارس کا امتحان پاس کیا، اس وقت صرف عالیہ کا امتحان ہوتا تھا۔

مولانا صاحبؒ بھی گوجرانوالہ میں جاتے تو رات راقم الحروف کے پاس ٹھہرتے اور دعائیں دیتے۔ 1986ء میں اوکاڑہ سے عربی فاضل کیا۔ 1987ء میں دارالحدیث اوکاڑہ میں تدریس کا موقع مل گیا۔ 1988ء تک وہاں قیام کیا۔ 1987ء میں چونکہ شادی کے بندھن میں بندھ چکا تھا، بوجہ وسائل دارالحدیث چھوڑ دیا، مولانا صاحبؒ کو علم ہوا تو ناراض ہوئے کہ تو نے غلطی کی ہے کسی وقت تجھے احساس ہوگا۔ 1989ء میں بیرکھائی میں سلسلہ امامت وخطابت شروع کیا، ساتھ ہی جامعہ ضیاء الاسلام میں تدریس شروع ہو گئی کیونکہ تدریس میرا ابتدائے شوق تھا۔

1994ء تک جامعہ ضیاء الاسلام میں پڑھایا، ادھر راجووال میں اس وقت مولانا شمعون اور استاذ محترم مولانا عبدالرشید سلیم مدرس تھے۔ اتفاقاً مولانا عبدالرشید صاحب نے بوجہ بیماری چھوڑ دیا۔ اُدھر میں جامعہ ضیاء الاسلام سے فارغ ہو چکا تھا۔ مولانا صاحبؒ کو علم ہوا تو مجھے بلا کر کہنے لگے کل سے تو نے یہاں پڑھانے کے لیے آنا ہے اور ساتھ ہی دوسرے تیسرے دن بیرکھائی جماعت سے ملے اور کہنے لگے کہ اس میں دونوں گھروں کا فائدہ ہے تم لوگ خوشی سے اس کو اجازت دے دو تاکہ اس کا علمی نقصان نہ ہو، اللہ پاک مولانا صاحبؒ اور جماعت بیرکھائی کو جزائے خیر دے، الحمدللہ تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب تو مولانا صاحب داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مولانا صاحب ؒ کا ایک مناظرہ 1970ء:

ضلع اوکاڑہ میں حجرہ شاہ مقیم کے قریب نڈھے ایک معروف گاؤں ہے۔ اس کے نزدیک ایک بستی بنام بوگی طبر ہے وہاں ایک جماعتی دوست حاجی عبدالستار فوجی جو حاجی نور احمدؒ کے داماد تھے 1998ء میں فوت ہوئے ہیں۔ بصیر پور کے علاقہ میں اکثریت بریلویت سے متاثر ہے۔ امتیازی مسائل اکثر زیر بحث آتے رہتے ہیں۔

ایک دفعہ ان کی حاجی عبدالستار سے نماز تراویح پر بحث شروع ہوگئی۔ طرفین کا فیصلہ اس بات پر ہوا کہ ہر فریق اپنا عالم منگوائے تاکہ بات واضح ہوجائے۔ انھوں نے بصیر پور سے مولانا نصر اللہ بن نور اللہ کو دعوت دی اور ادھر حاجی عبدالستار نے حاجی نور احمدؒ سے مل کر مولانا یوسف کو دعوت دی۔ مولانا نصر اللہ اپنے رفقاء سمیت کتابیں وغیرہ تانگوں پر لے کر وہاں آگئے۔ مولانا صاحبؒ حاجی نور احمد کے ساتھ اکیلی مشکوٰۃ شریف لے کر پیدل وہاں گاؤں کی مسجد میں جاپہنچے۔ فریق مخالف ایک چوہدری کے ڈیرے پر جمع تھے وہ مسجد میں نہ آئے، مولانا صاحبؒ وہاں ڈیرے پر پہنچ گئے۔ زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ نماز تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے یا دو الگ الگ؟ بصیر پوریوں کا موقف تھا کہ یہ دو الگ الگ نمازیں ہیں۔ گفتگو شروع ہوگئی، فریقین اپنے دلائل پیش کرتے رہے، رات پڑگئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ ثالثوں نے مشورہ کیا کہ باقی گفتگو صبح ہوگی۔ مولانا صاحبؒ مسجد میں ٹھہر گئے اور اعلان کروادیا کہ صبح جو پہلے چلا گیا وہ جھوٹا ہوگا۔ بریلوی علماء صبح قبل طلوع سورج چلے گئے کیونکہ مقامی لوگ اتنے افراد اور گھوڑوں کی ضیافت سے تنگ آچکے تھے۔ مولانا صاحب اکیلے وہ بھی پیدل۔ صبح مولانا صاحبؒ نے درس قرآن میں ایسے دلائل حقہ سے لوگوں کو متاثر کیا کہ لوگ اصل بات کو سمجھ گئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ وہاں آج اہلحدیثوں کی ایک مسجد بھی قائم ہے۔

دارالحدیث راجووال میں شعبہ تفسیر القرآن کا آغاز:

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کے بعد دورۂ تفسیر لاہور چوک دالگراں میں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے شروع کیا لیکن کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خانؒ دیوبندی دورۂ تفسیر کراتے تھے ان کا تعلق دیوبندیوں سے مماتی گروپ سے تھا۔ بایں وجہ اہل حدیث علماء بھی تفسیر القرآن پڑھنے کے لیے راولپنڈی شہر کی مرکزی مسجد اہل حدیث میں خطیب نامور مولانا اسماعیل ذبیح (متوفی 1975ء) تھے ان کی رغبت اور دیگر اہل علم کی مشاورت سے مولانا نے توکل علی اللہ 1975ء میں اس مبارک شعبہ کا آغاز کیا۔ یقیناً مولانا ذبیح صاحبؒ اس ترغیب میں من دل علی الخیر کفاعلہ کے مصداق ہیں، یہ عظیم شعبہ 1981ء تک عرصہ سات سال تسلسل سے چلتا رہا

(جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث

''عہد رسالت میں لوگوں کے متعلق وحی نازل ہوئی اور وحی کی وجہ سے ان کا مواخذہ ہوتا، اب وحی منقطع ہوچکی ہے، اب ہم لوگوں کے ظاہری اعمال دیکھیں گے جس کے ظاہری اعمال اچھے ہوئے اسے ہم امن بھی دیں گے اور اسے اپنے قریب بھی کریں گے، لوگوں کے باطنی احوال کی خبر لینا ہمارے ذمہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کے باطن کا محاسبہ کریں گے۔ جس شخص کے ظاہری اعمال اچھے نہ ہوئے بلکہ برے ہوئے اس کے لیے کوئی آدمی امن اور پناہ نہیں دے گا اور نہ ہی ہم اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ اس کے باطنی اعمال اچھے ہی کیوں نہ ہوں۔'' (فتح الباری باب الشہداء العدول ج5ص 251 رقم الحدیث: 2641)

اسلام نے ظاہری اعمال دیکھ کر حکم لگایا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے ظاہر پر حکم لگایا ہے اس لیے اگر ہم من حیث القوم سب سے پہلے اپنے ظاہری اعمال درست کرلیں تو معاشرہ ایک اسلامی انقلاب کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔ آج ہمارے معاشرہ میں سب سے بڑے بگاڑ کی ایک وجہ ظاہری اعمال کا اچھا اور درست نہ ہونا ہے، ہر ایک انسان کے ذہن حسن ظن کی بجائے سوئے ظن موجزن پایا جاتا ہے اسی بدگمانی کی وجہ سے آج معاشرہ اختلاف وانتشار کا شکار ہے۔

فلسطین کی صدا

میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں	یہ میری قوم کے حکمراں بھی سنیں
میری اُجڑی ہوئی داستاں بھی سنیں	جو مجھے ملک تک مانتے ہی نہیں
ساری دنیا کے وہ رہنما بھی سنیں	صرف لاشیں ہی لاشیں ہیں میری گود میں
کوئی پوچھے میں کیوں اتنا غمگین ہوں	میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
آئے تھے ایک دن میرے گھر آئے تھے	دشمنوں کو بھی تنہا نظر آئے تھے
اُونٹ پر اپنا خادم بٹھائے ہوئے	میری اس سر زمین پر عمرؓ آئے تھے
جس کی پرواز ہے آسمانوں تلک	زخمی زخمی میں وہ شاہین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں	میرے دامن میں ایمان پلتا رہا
ریت پر رب کا فرمان پلتا رہا	میرے بچے لڑے آخری سانس تک
اور سینوں میں قرآن پلتا رہا	ذرے ذرے میں اللہ اکبر لیے
خوش نصیبی ہے میں صاحب دین ہوں	میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
نہ روئیں گے اور نہ ہی مسکائیں گے	صرف نغمے شہادت کے ہی گائیں گے
اپنا بیت المقدس بچانے کو تو	میرے بچے ابابیل بن جائیں گے
جو ستم ڈھا رہے ہیں ابرہا کی طرح	ان کی خاطر میں سامان توہین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں	میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں

یہ تھے ایک انڈین ٹیچر کے تاثرات فلسطین کے متعلق جو اس مقصد کے لیے شائع کیے گئے ہیں۔ شاید حکمرانوں اور عوام الناس میں جذبہ ایثار و قربانی پیدا ہو جائے اور نہتے فلسطینیوں کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھا دیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو حقیقت میں ہم بھی اسرائیلیوں کے حامیوں میں شامل ہوں گے۔ اسلامی ممالک کے حکمرانوں سن لو روز محشر سسکتے، مظلوم و بے سہارا فلسطینیوں کے ہاتھ ہوں گے اور تمھارے گریبان۔ اُس وقت اپنے رب کو کیا جواب دو گے؟

انتخاب: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

جماعتی خبریں

دعائے مغفرت

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بھتیجے اور حافظ محمد حسین روپڑیؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ عبدالماجد روپڑی کی اہلیہ محترمہ گذشتہ دنوں انتقال کر گئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ انتہائی نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، مہمان نواز تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ لاہور میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں جید علمائے کرام اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان خوبصورت لڑکا جس کی عمر 23 سال اور تعلیم آئی کام ہے، اپنا ذاتی کاروبار ہے۔ اس کے لیے تعلیم یافتہ اور خوش اخلاق لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی جس کی تعلیم 17 سال اور تعلیم F.A ہے، اسکے لیے برسرروزگار اور نمازی و پرہیزی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رابطہ نمبرز: 0300-8145095/0322-8425719)

ضرورت استاد

پتوکی میں ایک معروف دینی ادارہ میں مستقل طور پر امام و خطیب کی ضرورت ہے جو امامت وخطابت کے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے سکے، معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔ خواہش منداحباب درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(منجانب: حافظ محمد حسن محمود کمیر پوری 0300-4114481)۔

ضرورت رشتہ

ایک جواں عمر 42 سال، مغل برادری، اپنا ذاتی کاروبار ہے دوسری شادی کا خواہش مند ہے اور ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کی عمر تقریباً 30 سال ہو، جہیز کی کوئی ضرورت نہیں اور ذات پات کی کوئی قید نہیں لیکن سلفی اہل حدیث ہونا ضروری ہے۔ (مرزا آفتاب اقبال ڈاکخانہ خورد تحصیل وضلع جہلم 0344-5739337)

دعائے مغفرت

مولانا حکیم محی الدین بھٹی جو کہ حسین خانوالہ چک نمبر 8 پتوکی قصور کے رہائشی ہیں۔ بہت اچھے اور مخلص عالم دین ہیں۔ مولانا صاحب کی بیٹی گذشتہ دنوں وفات پاگئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ اجر عظیم سے نوازے۔ آمین (ادارہ)

پریس ریلیز

اسرائیل کی غنڈہ گردی روکنے کے لیے عالمی برادری بیانات سے بڑھ کر اقدامات کرے۔ امن کے قیام اور انسانیت کی بقا کے لیے جنگ بندی پر عمل درآمد کرانے کے لیے اسرائیل پر دباؤ بڑھایا جائے۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اہل حدیث پاکستان حافظ عبدالغفار روپڑی نے مرکزی دفتر میں احباب جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

انھوں نے کہا کہ اسرائیل کو امریکہ اور اس کے حواریوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے جس کی ایماء پر وہ بے دھڑک اور بلا خوف وخطر فلسطین میں بربریت اور جارحیت جاری رکھے ہوئے ہے۔ اسرائیلی بربریت کے خلاف عالمی برادری کی خاموشی المیہ سے کم نہیں۔ مسلم ممالک کے سربراہان اپنے بیانات کو اخبارات اور ٹی وی چینلز کی زینت بنانے کی بجائے عملی اقدامات کریں۔ وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ پوری مسلم اُمہ کفار کا منہ توڑ جواب دینے کیلئے متحد ہو جائے۔ اپنے قبلہ اول کے تحفظ اور فلسطینی بھائیوں کی مدد کے لیے عالمی سطح پر اسلامی تنظیم سازی کر کے کفار کی سرگرمیوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ انھوں نے اپیل کی کہ اسرائیلی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

(منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہل حدیث پاکستان)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ — سلف صالحین کے طریق کی علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

بانیان

حافظ عبداللہ محدث روپڑی | حافظ محمد اسماعیل روپڑی | حافظ عبدالقادر روپڑی

اعلان داخلہ

شعبہ جات

① درس نظامی ② تحفیظ القرآن الکریم ③ وفاق المدارس السلفیہ ④ دار الافتاء ⑤ تصنیف وتالیف ⑥ دعوت وارشاد ⑦ فن مناظرہ ⑧ کمپیوٹر لیب ⑨ بی۔اے تک عصری تعلیم لازمی

خصوصیات

① 28 قابل محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی زیر نگرانی ② اسلامی یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے طلبہ کے لیے طلبہ کو عربی زبان میں تقریر و تحریر کی تربیت ③ وفاق المدارس السلفیہ سے الحاق اور اس کی تیاری کا بندوبست ④ فاضل عربی کی تیاری ⑤ فن مناظرہ میں طلبہ کی خصوصی ٹریننگ ⑥ طلبہ کی تحریری تربیت کے لیے جامعہ کے ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" میں مضامین کی اشاعت ⑦ ہفت وار طلبہ کا تقریری مقابلہ ⑧ طلبہ کے قیام وطعام اور علاج معالجہ کا معقول انتظام

شرائط داخلہ

① طالب علم کم از کم مڈل پاس ہو ② حافظ قرآن اور اُردو پڑھ لکھ سکتا ہو

③ داخلہ کے وقت ہر طالب علم اپنے سرپرست یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ہمراہ لائے

نوٹ: داخلہ 10 شوال سے لے کر آخر شوال تک جاری رہے گا۔

حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

0345-7656730 0423-7656730